سوال

(13) نوازل یا مقدمات کے سلسلہ میں طلبہ کو مجتمع کر کے بخاری شریف ختم کرانا جائز ہے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نوازل یا مقدمات کے سلسلہ میں طلبہ کو مجتمع کر کے بخاری شریف ختم کرانا جائز ہے اگر جائز ہے وتوجہ جواز کیا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صحیح اور دجائز مقصد کےلیے بخاری شریف ختم کرنا ، دوسروں مثلا : علماء وطلباء سے ان کو مجمتع کر کے یا بغیر اجتماع کے ختم کرانا جائز اور مباح ہے ۔ اس مشہور ومعروف طریقہ کی مخالفت میں سب سے پہلے ایک ازہری فاضل نے ، جامع ازہر کے علماوفضلاء نےفع وباء ہیضہ کی غرض سے بخاری شریف ختم کی تھی ۔جمادی الاولی 1320 ہجری میں مصر کے کسی علمی رسالہ میں ایک تیز وتند مقالہ شائع کرایا تھا ، جس میں بجز سطحی باتوں کے کوئی ٹھوس اور معقول بات نہیں تھی ۔ بہر کیف جواز اور اباحت کی دو وجہیں ذکر کی جاتی ہیں :

(1) دیگر کبت احادیث کے خلاف صحیح بخاری کے بیشتر تراجم ابواب آیات قرآنی پر مشتمل ہیں ، ونیز کتاب التفسیر کی وجہ سے بھی اس میں بہت زیادہ قرآنی آیات آگئی ہیں ، اس کا متن دیگر کتب احادیث کے متون سے علی اسبیل القطع اصح ہے ، اورکتابوں کی نسبت اس میں احادیث قدسیہ زیادہ ہیں ۔ نیز اس میں صحیح ترین دعاؤں اوراذکار کا ذخیرہ موجود ہے ۔ اوریہ معلوم ہے کہ حدیث کی دوسری کتابیں اور مجموعے ان کھلے ہوئے ظاہری فضائل ومزایا سے خالی ہیں ، یہ شرف نہ موطا کو حاصل ہے نہ مسلم کو ، نہ دیگر کتب صحاح وسنن ومعاجم ومسانید واجزاء کو ، ان وجوہ سے متن بخاری کی قرات امور خیر اوراعمال فاضلہ سے ہوئی اور توسل بالاعمال الفاظ کے جواز میں کسی مسلمان کو شک نہیں ۔

کیف وقد ثبت فی الصحیحین (صحیح البخاري کتاب الأدب باب إجابة دعاء من بروالدیه 7/69 ، و صحیح مسلم کتاب الذکر ، باب قصة أصحاب الغار (2743)(4/2099) وغیرہما ، أن النبی صلی اللہ علیه وسلم حکی عن الثلاثة الذین انطبقت علیهم الصحزة ، أن کلوواحد منهم توسل إلی اللہ بأعظم عمل ، فار تفعت الصحزة ، فعلم أن التوسل بالأعمال الفاضلة جائز ، فإنه لو کان غیر جائز أو کان شرکا ، لم تحصل الإجابة لهم ، ولا سکت النبی صلی اللہ علیه وسلم عن إنکار ما فعلوه بعد حکایة عنهم . پس مجوزین قراءة بخاری عندالنوازل والبلیات اس نیت سے بخاری ختم کرتے یا کراتے ہیں کہ یہ ایک صالح عمل ہے ، جس کی برکت سے امید ہے کہ اللہ تعالی اس بلیہ اورنازلہ کو دور فرمادیں گے اور مقصد پورا کردیں گے ، خلاصہ یہ کہ جس طرح قرآن کی تلاوت اوراس کا ختم علم صالح ہے اوراس کے ساتھ توسل جائز ، اسی طرح متن بخاری کی قرات بھی عمل خیر ہے پس اس کے ساتھ بھی توسل جائز ہوگا ، اگرچہ قرآن کی طرح اس کے تمام الفاظ کا متعبد بہ ہونا منصوص نہیں ہے ۔

(2) جواز وباحت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ کلمات جو شرکیہ اور کفریہ نہ ہو اوران کا معنی ومفہوم معلوم ہو ، ان کے ساتھ بالاتفاق رقیہ (دم) کرنا جائز اور مباح ہے ، اور کسی ایسے کلمہ

کے رقیہ ہونے اوراس کے ساتھ اسرقا کے جواز کےلیے یہ ضروری نہیں کہ اس کا رقیہ ہونا کتاب اللہ وسنت کے اندر منصوص ہو کما یدل علیه حدیث أبی سعید الخدري فی الصحیحن (صحیح البخاري کتاب الإجازة ، باب ما یعطی فی الرقیة علی احیاء العرب بفاتحة الکتاب 53/3 ، صحیح مسلم کتاب السلام ، باب جواز أخذ الأجرة علی الرقیة بالقرآن (2201)4/1727) وغیرہما فی قصة رقیة لدیغ الحی بفاتحة الکتاب اور دفع آفات بلیات وکفایت مہمات وقضاء حاجات وکشف کربات وغیرہ کےلیے صحیح بخاری کی قرأت اور ختم کا رقیہ نافع ہونا علماء سلف کے تجربہ میں آچکا ہے ، اسی لیے ایسے مواقع میں بطور رقیہ کے اس کی قرأت کی جاتی ہے ، وہذا لا بأس به (مقدمة تحفة الاحوزی ص : 57)

مخالفین ومانعین حسب ذیل شبہات پیش کرتے ہیں :

(1) آں حضرت ﷺ، صحابہ ،تابعین کے مبارک زمانوں میں بھی احادیث نبوی کے بعض مجموعہ موجودتھے ۔ لیکن نہ آں حضرت ﷺ سے ان صحیفوں کی قرات کے ساتھ توسل یا استرقاء کا حکم یا اباحت یا اجازت منقول ہے نہ صحابہ وتابعین سے ۔ اگر یہ چیز مشروع ہے تو قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کی نظیر ضرور ملنی چاہیے ۔

(2) بعض دفعہ وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا جس کےلیے ،بخاری شریف پڑھی جاتی ہے ۔ اگر اس کی قرات مجرب ہے تو مقصود متخلف کیوں ہوجاتا ہے ؟

(3) قرآن کریم کے الفاظ وحروف اوراس کی تلاوت متعبد بہ ہیں ۔ اورحدیث خواہ وہ قدسی کیوں نہ ہو ۔ اس کی شان نہیں ، پھر مقاصد خیر کےلیے قرآن کی قرات اوراس کا ختم کیوں نہیں اختیار کیا جاتا ؟ ہمارے طرز عمل سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ہم قرآن سے افضل اور برتر ،بخاری جانتے ہیں ۔

(4) اگر اس کی قرات اور ختم میں واقعی یہی تاثیر ہے ، تو پھر غیر مسلموں سے جہاد کےلیے نیزہ وشمشیر ، تیر وتفنگ ، توپ اور بندوق سینکڑوں قسم کے بم ، مشین گن ، بحری اور بری جہاز ،تارپیڈو کشتی وغیرہ کی ضرورت نہیں ۔ جب ایسی ضرورت پیش آئے صحیح بخاری ختم کرادی جائے ۔ دشمن بھاگ جائیں گے یا تباہ وبرباد ہوجائیں گے ۔ دورنہ جائیے ہندوستان میں اسلامی حکومت یا پاکستان قائم کرنے کا اس سے بڑھ کر سستا اور آسان ، مجرب اور سہل نسخہ اور کیا ہوسکتا ہے ۔ اسی طرح بم یا کسی اور سبب سے لگی ہوئی آگ بجھانے کےلیے یا آگ سے محفوظ رہنے کےلیے نہ پانی کی ضرورت ہے نہ فائر بریگیڈ کی ۔ آگ بجھانے اور آگ سے محفوظ رہنے کےلیے ،بخاری کی قرات کافی اور وافی ہے ۔ ہیضہ وطاعون ودیگر امراض وبائیہ کے دفعیہ کےلیے نہ حکیم اور ڈاکٹر کی ضرورت رہی ، نہ ہزاروں قسم کی دواؤں کی ۔ چوری ، ڈکیتی ، ہزنی سے محفوظ رہنے کےلیے محکمہ پولیس کی بھی حاجت نہیں رہی ۔ کیوں کہ ان تمام امور کےلیے قرات ،بخاری کافی ہے ۔ علماء طلبہ کی چند جماعتیں ان مختلف موقع میں ،بخاری ختم کرنے کےلیے مخصوص ومتعین کردی جائیں اور بس ہراروں روپیہ کے اخراجات اسے نجات مل جائے گا اور سلطنت کے تمام اجتماعی امور نہایت آسانی سے انجام پذیر ہوجائیں گے ۔

(5) سب سے پہلے اس طریقہ کو کس نے رائج اور جاری کیا ؟

لیکن یہ تمام شبہات بالکل سطحی اور عدم تدبر کا نتیجہ ہیں :

(1) مختلف اغراض ومقاصد کےلیے توسل ختم القرآن مخالفین کے نزدیک بھی جائز ہے ، لیکن نہ آں حضرت ﷺ سے مقاصد مذکورہ بالا کےلیے توسل ختم القرآن اجتماعا یا انفرادا کا حکم یا اس کی اباحت صراحت منقول ہے نہ صحابہ یا تابعین سے ۔ پس اگر یہ توسل جائز ہے تو آں حضرت ﷺ یا کم از کم صحابہ تابعین سے کیوں منقول نہیں ؟

(2) آں حضرت ﷺ کی مبارک زندگی میں اصحاب حاجات ، خدمت اقدس میں حاضر ہوکر آپ سے بارگاہ الہی میں دعا کی سفارش کی درخواست کرتے ، توآپ توسل بقرأة القرآن کی ہدایت کے بجائے ان کے حق میں دعا فرماتے ۔ پس جس طرح آپ ﷺ کی دعا اور سفارش مقتضی عدم جواز توسل بختم القرآن نہیں ہے ، اسی طرح وہ عدم جواز توسل بقرأة الاحادیث کی بھی مقتضی نہیں ہے ۔

ونیز عدم نقل ، عدم وقوع یا وقوع عدم کو مستلزم نہیں ہے ۔ ونیز کسی چیز کی اباحت کےلیے یہ ضروری نہیں کہ وہ صراحتا ونصا بھی آپ ﷺ سے فعلاً یا تقریراً ثابت ہو ۔ شرع میں بہت سے ایسے امور ہیں جو مسلمانوں میں معمول بہ ہیں ۔ لیکن وہ نصا ثابت ومنقول نہیں ہیں ۔ بلکہ مسائل قیاسیہ مستنبطہ میں سے ہیں ونیز آں حضرت ﷺ نے فرمایا : ''ما سکت عنه

فهو عفو،، (ترمذی کتاب اللباس باب ماجاء فی لبس الفراء (1762) 4 220 ،ابو داؤد کتاب الاطعمة باب مالم یذکر مالم تحریمه (2800) 4 75 واللفظ له) پس اس حدیث کی روشنی میں ختم بخاری کے مخالف کو تشدد سے کام نہیں لینا چاہیے۔

(2) یہ مسلم ہے کہ آیات قرنیہ من کل الوجوہ شفاء ورحمۃ ہیں، ہونے میں قادح نہیں ہے، اسی طرح ختم بخاری (جو مجرب ہے) کے باوجود کسی عارضی کے باعث بعض منافع مقصود ومقاصد مطلوبہ متخلف ہوجاتے ہیں۔ یہ کس نے دعوی کیا ہے کہ مقصود بہر حال حاصل ہوگا۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: اگر سلیمان انشاء اللہ کہہ دیتے تو ان کا مقصود پورا ہوجاتا۔ لیکن باین ہمہ ہر انشاء اللہ کہنے والے کےلیے اس کے مطوب کا حاصل ہونا ضروری اور یقینی نہیں ہے۔ وہکذا فی الأذکار والأدعیۃ الأخري التی وردت فضائلها فی کتب الأحادیث.

(3) بے شک قرآن کریم اور صحیح بخاری کے درمیان بہ فرق موجود ہے۔ اور ضرور موجود ہے لیکن مجوزین ختم بخاری مختلف مقاصد کےلیے قرآن بھی ختم کراتے ہیں۔ وہ لوگ کب اس کے مخالف اور تارک ہیں جس مقام کے لوگ اس کا خلاف کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اصل اس بارے میں قرآن کریم ہے اس کے بعد درجہ صحیح بخاری کا ہے۔

(4) بے شک قرآن کریم اور صحیح بخاری کے درمیان یہ فرق موجود ہے۔ اور ضرور موجود ہے لیکن مجوزین ختم بخاری مختلف مقاصد کےلیے قرآن بھی ختم کراتے ہیں۔ وہ لوگ کب اس کے مخالف اور تارک ہیں جس مقام کے لوگ اس کا خلاف کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اصل اس بارے میں قرآن کریم ہے اس کے بعد درجہ صحیح بخاری کا ہے۔

(4) یہ شبہ بے حد ضد اور عناد وکج فہمی پر مبنی ہے۔ مجوزین ختم بخاری یہ کب ہیں کہ ان تمام مہمات میں صرف ختم بخاری پر اعتماد کرنا چاہیے۔ اور مادی وسائل، ظاہری اسباب نہیں اختیار کرنے چاہیں۔ آں حضرت ﷺ سے مختلف اغراض ومقاصد کےلیے مختلف آیات قرآنیہ اور ادعیہ واذکار کی اجازت واباحت منقول ہے۔ کیا اس اجازت اور تعلیم کا یہ مقصد ہے کہ وسائل اور ذرائع اور اسباب عادیہ ظاہریہ سے قطع نظر کرلیا جائے اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہا جائے۔ اور رات دن اوراد ووظائف اور تلاوت قرآن میں مشغول رہا جائے۔ وہذا لا یتفقوہ بہ إلا غبی جاہل عن مرمی الکلام ومغزاہ، وہو بمعزل عن خطابنا.

(5) ختم بخاری کو بطور رقیہ کے سب سے پہلے رائج کرنے والے کی تعیین نہیں کی جاسکتی۔ لیکن اس عمل کی صحت کےلیے اول من سنّ ذلک معلوم کرنے کی ضرورت نہیں جبکہ معتبر ادلہ سے اس کا جواز ثابت ہے۔

(محدث دہلی ج:اش: رمضان 1361ھ اکتوبر 1942ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 52

محدث فتویٰ